وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو (لوگوں کو) خدا کی طرف بلائے اور اچھے اچھے کام کرے اور کہے کہ میں بھی یقیناً (خدا کے) فرمانبردار بندوں میں سے ہوں

کتاب مستطاب

احسن الفوائد

فی

شرح العقائد

اصل رسالہ اعتقادیہ

از قلم حقیقت رقم

حضرت صدوق العلماء العاملین رئیس الفقہاء والمحدثین جناب

شیخ ابو جعفر محمد بن علی ابن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی اعلی اللہ مقامہ

مترجم رسالہ

فاضل محقق مولانا سید منظور حسین بخاری مرحوم

شارح رسالہ

صدر المحققین سلطان المتکلمین سرکار علامہ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی مجتہد العصر والزمان مدظلہ

ناشر
منیجر مکتبۃ السبطین
۲۹۶ / ۹-بی سیٹلائٹ ٹاؤن بلاک بی سرگودھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ

اور اس شخص سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں

کتاب مستطاب

احسن الفوائد
فی
شرح العقائد

جس میں

تمام شیعہ عقائد و مسلمات کو قرآن کریم، احادیث معصومین اور عقل سلیم کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے اور دیگر فرقہ ہائے اسلام کے مقابلہ میں دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ سے شیعہ اصول و عقائد کی برتری واضح کی گئی ہے اور ہر ہر موضوع پر ملاحدہ و منکرین کے جملہ شکوک و شبہات کو عقل و نقل اور قدیم و جدید علوم کی روشنی میں رد کیا گیا ہے

مؤلفہ صدوق العلماء الصالحین رئیس الفقہاء والمحدثین حضرت شیخ ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی علیہ الرحمۃ

سرکار صدر المحققین سلطان المتکلمین حجۃ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ محمد حسین صاحب قبلہ مدظلہ العالی علی رؤس المومنین

۲۹۶-بی سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

شنائی پریس بلاک نمبر ۱ سرگودھا

فون 7/1868

کی سب سے پہلی کتاب اصحابِ رسول کی جو ظاہر ہوئی وہ کتاب سلیم ابن قیس ہے۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے مقدمہ بحار الانوار میں اس کے متعلق لکھا ہے کتاب سلیم ابن قیس فی غایۃ الاشتہار وقد طعن فیہ جماعۃ والحق انہ من الاصول المعتبرۃ یعنی کتاب سلیم ابن قیس بہت مشہور ہے۔ بعض لوگوں نے اس پر طعن کیا ہے لیکن حق یہ ہے کہ یہ کتاب اصولِ معتبرہ میں سے ہے لیکن حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ نے تصحیح الاعتقاد میں اس کتاب کے متعلق کوئی اچھی رائے قائم نہیں کی مگر اس حدیث کو انہوں نے بھی معتبر تسلیم کیا ہے جسے مصنف علام نے یہاں نقل کیا ہے۔ بہر حال مجموعی طور پر کتاب قابلِ اعتماد ہے، اگرچہ اس کی بعض مرویات قابل و اشکال سے خالی نہیں ہیں۔ یہاں اس سے زیادہ اس موضوع پر گفتگو کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ واللہ العالم بحقیقۃ الحال۔ بہر حال جناب سلیم کی بیان کردہ حدیث سے جہاں اختلافِ حدیث کے علل و اسباب پر روشنی پڑتی ہے وہاں وہ ائمہ اطہار کی خلافتِ عظمیٰ و امامتِ کبریٰ پر بھی نص صریح ہے۔ کما لا یخفیٰ۔

اقسام و انواعِ حدیث

حدیث کی دو قسمیں ہیں (۱) متواتر (۲) واحد۔ اگر کسی حدیث کو ہر طبقہ میں اس قدر کثیر جماعت نقل کرے جس کا کذب و افترا پر اتفاق کرنا عادۃً محال ہو تو اسے خبرِ متواتر کہا جاتا ہے اور جس میں یہ شرائط نہ ہوں وہ خبرِ واحد کہلاتی ہے (درایۃ المحدثین، نہایۃ الدرایہ وغیرہ)۔ اب اس خبرِ واحد کی متقدمین کے نزدیک صرف دو قسمیں تھیں (۱) صحیح اور غیر صحیح۔ ان کے نزدیک خبرِ صحیح وہ تھی جس میں کچھ ایسے داخلی و خارجی قرائن موجود ہوں جن کی بناء پر اس حدیث پر اعتماد و اعتبار کیا جاسکے اور جو حدیث ایسے قرائن سے خالی و عاری ہوتی تھی وہ اسے غیر صحیح قرار دیتے تھے (بحار، کتب مذکورہ)۔ متقدمین میں بوجہ قربِ عہدِ ائمہ بکثرت ایسے قرائن موجود تھے۔ مگر جوں جوں زمانہ گزرتا گیا یہ قرائن مفقود ہوتے گئے۔ اس لئے متاخرین کو صرف راویانِ اخبار کے حالات و صفات اور اخلاق و اطوار پر انحصار کرنا پڑا۔ اس لئے اخبار کی صحت و عدمِ صحت معلوم کرنے کے معیار تبدیل ہو گئے۔ ہم ذیل میں حدیث کے بعض اہم اقسام کا تذکرہ کرتے ہیں۔ ورنہ بعض وجوہ سے اس کی اور بھی بہت سی قسمیں ہیں۔ جن کے ذکر کرنے کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔

(۱) **حدیثِ صحیح**:۔ ہر وہ حدیث جس کا سلسلۂ سند معصوم تک پہنچتا ہو اور اس کے تمام راوی شیعہ اثنا عشری اور عادل ہوں۔ اسے عندالمتاخرین صحیح کہا جاتا ہے۔

(۲) **حدیثِ حسن**:۔ جس کی سند معصوم تک منتہی ہوتی ہو۔ اور تمام راوی شیعہ اثنا عشری اور ممدوح ہوں مگر ان کی عدالت کی صراحت نہ کی گئی ہو۔

SIBTAIN.COM

حدیثِ قوی:۔ حدیث قوی اس حدیث کو کہا جاتا ہے۔ جس کے تمام راوی شیعہ اثنا عشری ہوں مگر ان کی مدح وقدح کے متعلق کوئی نص موجود نہ ہو۔

حدیثِ موثق:۔ ہر وہ حدیث جس کا سلسلۂ سند ایسے راویوں کے ذریعہ سے معصوم تک پہنچے جو اگرچہ صادق القول اور قابلِ اعتماد ہوں مگر ہوں فاسد العقیدہ۔

حدیثِ ضعیف:۔ جو حدیث مذکورہ بالا تمام اقسامِ حدیث کی شرائط سے خالی ہو اسے ضعیف کہا جاتا ہے (ولہ اقسامٌ عدیدۃ کالمقطوع والمرسل والمجهول وغیرها) (از دریۃ المحدثین، نہایۃ الدرایہ، مقباس الہدایہ وغیرہ) متقدمین ومتاخرین کی اصطلاح کے اس اختلاف سے یہ عقیدہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ کتب اربعہ بالخصوص کافی وفقیہ کی تمام احادیث کس طرح متقدمین کے نزدیک صحیح اور متاخرین کے نزدیک کچھ صحیح، کچھ حسن اور کچھ ضعیف ہیں۔ (ولا مشاحۃ فی الاصطلاح۔ فتدبر) (از مقدمۂ احقر حقیقتہ بر شافی ترجمہ اصول کافی)

وضاحت:۔ اس تقسیم سے یہ امر بھی واضح وعیاں ہو جاتا ہے کہ احادیث میں اختلاف کی صورت میں صحیح حدیث حسن پر، حسن قوی پر، قوی موثق پر اور موثق ضعیف پر مقدم ہوگی۔ کما لایخفیٰ۔

SIBTAIN.COM

تعادل وتراجیح کا بیان

اس سلسلہ میں ایک امر باقی رہ گیا ہے جس کی طرف حضرت مصنف علامہ نے کوئی اشارہ نہیں کیا لہٰذا اس امر پر کچھ تبصرہ کرنا ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب کسی وقت احادیث واخبار منقولہ میں فی الحقیقت تعارض وتضاد پایا جائے تو مقامِ اعتقاد وعمل میں کیا کرنا چاہیئے؟ کس حدیث کو قبول اور کس کو رد کرنا چاہیئے اس کا معیار ومیزان کیا ہے؟ یہ ایک طویل الذیل بحث ہے اور کتبِ اصولِ فقہ کا ایک معتد بہ حصہ بعنوان باب التعادل والتراجیح، اس کے بیان کے لیے وقف ہے۔ اس سلسلہ میں ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین سے کئی قسم کے مرجحات مثل موافقتِ قرآن، مخالفتِ عامہ اور عدالتِ راوی وغیرہ مروی ہیں جو مختلف احادیث کے اندر متفرق طور پر مذکور ہیں۔ اس سلسلہ میں جو روایت سب سے زیادہ مفصل ومبسوط اور عند العلماء مقبول ومعمول ہے وہ مقبولۂ عمر بن حنظلہ ہے جو امام بحق ناطق حضرت امام جعفر صادق سے مروی ہے۔ یہ حدیث بہت طولانی ہے۔ ہم یہاں اس کا خلاصہ درج کرتے ہیں۔

اختیاری صورت میں حکامِ جور کی طرف رجوع کرنا جائز نہیں ہے

راوی:۔ جناب ابن حنظلہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت صادق آلِ محمد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا، آپ کے بعض نام لیواؤں کا کسی معاملہ میں باہمی جھگڑا ہو جاتا ہے۔ آیا وہ تصفیہ کے لیے حکامِ جور کی طرف رجوع کر سکتے ہیں؟

امام عالی مقام:۔ جو شخص کسی امرِ حق یا باطل میں ان کی طرف اپنا مقدمہ لے جائے تو گویا وہ شیطان

کی طرف اپنا مقدمہ لے گیا اور وہ اگرچہ حق بجانب ہی ہو لیکن اگر اس نے قاضیانِ باطل کے فیصلے سے اپنا حق حاصل کیا تو حرام کھائے گا۔ راوی:۔ پھر وہ کیا کریں؟

علماء کرام کی عمومی نیابت کا بیان

امامؑ:۔ ینظران الی من کان منکم ممن قد روی حدیثنا ونظر فی حلالنا وحرامنا وعرف احکامنا فلیرضوا بہ حکماً فانی قد جعلتہ علیکم حاکماً فاذا حکم بحکمنا فلم یقبلہ منہ فانما استخف بحکم اللہ وعلینا ردّ والراد علینا الراد علی اللہ وھو علی حد الشرک باللہ۔ دیکھیں کہ اپنے ہم عقیدہ لوگوں میں سے جو شخص ہماری احادیث سے واقف ہو ہمارے حلال و حرام پر استدلالی نگاہ رکھتا ہو اور ہمارے احکام و مسائل حلال و حرام کی بھی معرفت رکھتا ہو اسے اپنا حاکم تسلیم کریں کیونکہ میں نے دوسروں طور پر ایسے شخص کو تمہارا حاکم بنا دیا ہے پس جب وہ حاکمِ شرع ہمارے حکم کے مطابق فیصلہ کرے اور اس کا فیصلہ تسلیم نہ کیا جائے تو رد کرنے والے شخص نے حکمِ خدا کو خفیف سمجھا ہے اور ہماری بات کو ٹھکرایا ہے اور ہمارا حکم رد کرنے والا گویا خدائے عزوجل کے حکم کو ٹھکرانے والا ہے اور ایسا شخص مشرک ہے۔

راوی:۔ اگر وہ جھگڑا کرنے والے دو شخصوں کو اپنا حاکم تسلیم کریں اور پھر ان کے فیصلوں میں اختلاف ہو جائے۔ اور یہ اختلاف بھی آپ کی احادیث کی وجہ سے ہو تو پھر کیا کریں؟

امامؑ:۔ ان دونوں میں سے جس کی عدالت و فقاہت اور زہد و اتقاء کا پلہ بھاری ہو اس کا حکم نافذ ہوگا۔

راوی:۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! اگر یہ دونوں ان صفات میں مساوی ہوں تو پھر کیا کرنا چاہیئے؟

امامؑ:۔ جس کا فیصلہ ان دونوں روایتوں میں سے مشہور ہیں اصحاب روایت کے مطابق ہے اس کا فیصلہ قابلِ قبول ہوگا!

راوی:۔ اگر دونوں روایتیں مشہور ہوں اور ان کے راوی بھی ثقہ ہوں تو پھر کیا کیا جائے؟

امامؑ:۔ جو روایت کتابِ خدا، سنتِ رسولؐ کے مطابق اور مخالفین کے مذہب کے خلاف ہو اس پر عمل درآمد کیا جائے۔

راوی:۔ اگر دونوں روایات مخالفین کے نظریات کے موافق ہوں تو پھر کیا صورت ہوگی؟

امامؑ:۔ جس روایت کی طرف مخالف حکام اور قاضیوں کا زیادہ رجحان و میلان ہو اسے ترک کر کے دوسری پر عمل کیا جائے!

راوی:۔ اگر دونوں روایتوں کی طرف ان کا رجحان برابر ہو تو اس صورت میں کیا کرنا چاہیئے؟

امامؑ:۔ اگر نوبت بایں جا رسید تو پھر توقف کرو حتّٰی کہ اپنے امامؑ سے ملاقات کر کے حقیقتِ حال

وفي كتابه عزّ وجلّ ما يحسبه الجاهل مختلفاً متناقضاً وليس بمختلف ولا متناقض وذلك مثل قوله تعالى فاليوم ننساهم كما نسوا لقاء يومهم هذا وقوله نسوا الله فنسيهم ثم يقول بعد ذلك وما كان ربك نسيا ومثل قوله عزّ وجلّ يوم يقوم الروح والملائكة صفا لا يتكلمون إلا من أذن له الرحمن وقال صوابا ومثل قوله تعالى ويوم

قرآن میں تناقض و تعارض نہ ہونے کا بیان

شیخ ابوجعفر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ خداوند عالم کی کتاب مقدس میں بعض ایسی آیات بھی ہیں کہ جن کی نسبت جہال یہ خیال کرتے ہیں کہ ان میں باہم اختلاف و تعارض ہے حالانکہ ان میں کوئی اختلاف اور تناقض نہیں ہے بطور مثال یہاں چند آیات درج کی جاتی ہیں۔ خدا فرماتا ہے۔ پس آج کے دن ہم بھی ان کو ایسا ہی بھلا دیں گے جیسا کہ وہ اس دن کے آنے کو بھولے ہوئے ہیں۔ وہ خدا کو بھول گئے۔ اللہ نے ان کو بھلا دیا۔

ایک اور جگہ فرماتا ہے کہ تمہارے پروردگار کو نسیان نہیں ہوتا؛ ایک اور مقام پر فرماتا ہے۔ اس دن جس دن روح (جو جبرئیل سے بھی عظیم المرتبہ ہے) اور فرشتے صف بہ صف کھڑے ہوں گے مگر کوئی بات نہ کرے گا سوائے اس کے جسے خدائے رحمٰن اجازت دے گا اور وہ بات بھی ٹھیک کرے گا۔

SIBTAIN.COM

معلوم کرو۔ کیونکہ شبہات کے وقت توقف کرنا چاہ ہلاکت میں چھلانگ لگانے سے یقیناً بہتر و برتر ہے!!

(اصول کافی، تہذیب الاحکام وغیرہ)

جب دو حدیثوں میں تمام مرجحات برابر ہوں تو کیا کرنا چاہیے

جب کہیں ایسا اتفاق ہو کہ وہ حدیثیں مذکورہ بالا مرجحات میں بالکل مساوی ہوں تو اب کیا کرنا چاہیے؟ آیا انسان کو اختیار ہے کہ جس حدیث پر چاہے عمل کرے یا اسے توقف کرنا چاہیے؟ اس میں چند قول ہیں۔ چونکہ بعض روایات میں تخییر کا حکم وارد ہے اور بعض میں توقف وتاخیر کا اس لئے ان کے درمیان جمع کئی طرح کی گئی ہے اول یہ کہ فتویٰ دینے میں تو توقف کرے مگر مقام عمل میں وہ مخیر ہے۔ جس حدیث پر چاہے عمل کرے۔ دوم جب امام عالی مقام ظاہر ہوں اور ان کی خدمت میں رسائی ممکن ہو تو اس وقت توقف کا حکم ہے مگر جب صورت حال اس کے برعکس ہو۔ جیسے موجودہ زمانہ تو پھر تخییر ہے۔ سوم اگر وہ احادیث عبادات اور حقوق اللہ کے متعلق ہیں تو وہاں اختیار ہے لیکن اگر حقوق الناس کے بارے میں ہیں تو وہاں توقف کرنا چاہیے۔ چہارم یہ کہ اگر ان دو حدیثوں میں سے کسی ایک پر عمل کرنے میں مجبور ہو تو تخییر ہے اور اگر مجبور نہ ہو تو توقف کرنا چاہیے۔ مختصر یہ کہ تخییر جائز اور توقف استحباب رکھتا ہے

القيامة يكفر بعضكم ببعض ويلعن بعضكم بعضا وقوله ان ذالك لحق تخاصم اهل النار ثم يقول لا تختصموا لدي وقد قدمت اليكم بالوعيد وقوله اليوم نختم على افواههم وتكلمنا ايديهم وتشهد ارجلهم بما كانوا يكسبون وقوله وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة ثم يقول عزّ وجلّ لا۔

پھر فرماتا ہے قیامت کے دن تم ایک دوسرے کا انکار کرو گے۔ اور ایک دوسرے کو لعنت کرو گے بے شک یہ اہل جہنم کا آپس میں لڑنا جھگڑنا برحق ہے پھر خدائے تعالیٰ فرمائے گا کہ میرے حضور میں جھگڑا نہ کرو میں تمہاری طرف وعید و تہدید بذریعہ انبیاء و اوصیاء پہلے بھیج چکا تھا اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے اس دن ہم ان کے منہ پر مہریں لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔ اس کی بابت گواہی دیں گے۔ ایک مقام پر فرماتا ہے۔ کچھ چہرے تو اس دن چمکتے دمکتے ہوں گے۔ اپنے پروردگار کی طرف دیکھتے ہوں گے۔

ششم۔ یہ کہ جو حدیث مطابق احتیاط ہو اس پر عمل کرنا چاہیے۔ اگر بنظر غائر ان اقوال متفرقہ پر نگاہ ڈالی جائے تو پہلے اور دوسرے قول کا مآل و انجام ایک ہی ہے کیونکہ فتویٰ دینے میں توقف اور عمل کرنے میں احتیاط برتنا غیبت یا ان تک رسائی نہ ہو سکنے کی صورت میں ہی متصور ہو سکتا ہے ورنہ ان کی طرف اصل حقیقت معلوم کرنے کے لئے رجوع کرنا لازم و متحتم ہے۔ هذا القول لا يخلو من القوة والاخير احوط والله العالم۔

SIBTAIN.COM

تتمہ مہمہ

قرآن مجید میں اختلاف کا نہ ہونا اس کے کلام اللہ ہونے کی بین دلیل ہے

یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ جھوٹے کے کلام میں ضرور اختلاف و تناقض ہوتا ہے اور سچے کے کلام میں اختلاف نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ خلاق عالم نے قرآن مجید کو اپنا کلام معجز نظام ہونے کا ایک بڑا معیار یہ بھی قرار دیا ہے کہ اس میں اختلاف نہیں ہے۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافا كثيرا۔ اگر یہ قرآن غیر خدا کا کلام ہوتا تو اس میں ضرور اختلاف ہوتا۔ لیکن اس میں اختلاف کا نہ ہونا اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ یہ خالق کلام کا کلام صداقت التیام ہے جو لوگ اس میں تضاد و تعارض کا گمان کرتے ہیں یہ ان کے عقل و ادراک کے قصور اور کج فہمی و بد اندیشی